کائنات میں جانداروں کی تخلیق

مولانا عبدالحمید سواتی

یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ عالم میں جاندار اشیاء کا تخلیق کیا جانا حکمت کے لحاظ نظر سے ضروری ہے۔ اس لئے کہ اگر عالم جاندار چیزوں سے خالی ہو تو فعل اختیاری کی کوئی صورت نہیں رہتی یعنی جاندار اشیاء کے بغیر افعال اختیاریہ ممکن نہیں۔ اور اگر عالم میں افعال اختیاریہ نہ ہوں تو اس میں کسی رونق یا خوبی اور کمال کا وجود نہیں ہو سکتا۔ اور نہ اختیار اور ارادہ کے مظاہر متحقق ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح شعور اور ادراک کا مظہر بھی جانداروں کے بغیر متصور نہیں ہو سکتا۔ اور اگر جاندار موجود نہ ہوں تو علم کی صفت لازماً بغیر مَظہر کے رہ جائے گی (اہل حکمت بالاتفاق تسلیم کرتے ہیں کہ صفات کے مظاہر کا پایا جانا ضروری ہے)

جانداروں سے فعل اختیاری کا صادر ہونا بغیر خواہش اور نفرت کے متصور نہیں ہو سکتا۔ اس لئے خواہش اور نفرت کا جانداروں میں پایا جانا ضروری ہے۔ اور کسی چیز کی طرف خواہش کا ہونا یا کسی چیز سے نفرت کرنا اس کے بغیر نہیں ہو سکتا کہ اس چیز کا حُسن (خوبی) اور قبح (برائی) دریافت کر لیا جائے۔ پس جانداروں میں جزوی اشیاء کے متعلق شعور و ادراک کا پیدا کرنا ضروری ٹھہرا۔ اور چونکہ جزوی امور کا ادراک و شعور مکمل طور پر نیز ہر ہر جزوی چیز کا ادراک زندگی کے تھوڑے سے عرصے میں ممکن نہیں۔ اس لئے جانداروں کو شعور و ادراک کلی کا دیا جانا بھی ضروری ہوا۔ جس سے

---

۱ یہ مضمون شاہ عبدالعزیزؒ کی تفسیر عزیزی سے ماخوذ ہے۔ تفسیر عزیزی فارسی صفحہ ۱۴۰ تا ۱۴۳ میں سورہ الجن کی تفسیر پر ایک تمہیدی بحث ہے، یہ مضمون اسی کا ملخص ترجمہ ہے، (سواتی)

کہ ہزاروں چیزوں کا حسن و قبح معلوم کیا جا سکے۔ چنانچہ قدرت نے خواہش اور نفرت کے لئے جانداروں میں قوت شہوانیہ اور قوت غضبیہ اور جزئیات کی دریافت کے لئے قوت وہمیہ اور خیال معانی کے آلات یعنی حواس خمسہ پیدا کئے ہیں اور شعور و ادراک کلی کے لئے روح کو وجود بخشا اور اس میں قوت عقلیہ رکھی۔ غرض ہر جاندار میں قوت شہوانیہ، قوت غضبیہ، وہم، خیال اور عقل کا پایا جانا ناگزیر ہوا۔ جاندار اپنی ترکیب (بناوٹ اور پیدائش) کے لحاظ سے چار اقسام کے ہیں۔ وہ جاندار جن کی قوت عقلیہ وہم، خیال، شہوت، اور غضب کی قوت پر اس حد تک غالب ہو کہ ان کا اثر ان کی قوت عقلیہ پر ظاہر نہ ہو، اور یہ سب قوت عقلیہ کے سامنے اس طرح بے بس ہوں جیسے میت غسال کے ہاتھ میں اور یہ مکمل طور پر اس کے زیر فرمان اور مطیع ہوں۔ جانداروں کی اس قسم کو "فرشتہ" کہتے ہیں اور "روحانیات" بھی اسی کا نام ہے۔ اسے ہندی زبان میں "دیوتا" فارسی میں "سروش" عربی میں "ملائکہ و روح" اور کبھی "ملکوت" سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔ یہ ہر طرح کی خطا اور گناہ سے بالکل معصوم اور پاک ہوتے ہیں۔ کھانے پینے اور جماع وغیرہ کی انہیں بالکل احتیاج نہیں ہوتی۔ اس کے علاوہ ان میں دوسری خسیس باتیں بھی نہیں ہوتیں۔ ان کو افعال اختیاریہ سرانجام دینے کے لئے ایسے اجسام دیئے گئے ہیں جو اضمحلال اور انفکاک قبول نہیں کرتے۔ نہ وہ صدمات کا شکار ہوتے ہیں۔ اور نہ ان میں خلل واقع ہوتا ہے۔ ان میں ہر طرح سے قوت عقلیہ کا غلبہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ وہم اور خیال سے پوری طرح کام لے سکتے ہیں اور ان کے لئے ممکن ہے کہ یہ اپنے آپ کو ہر صورت میں ظاہر کریں۔ اور ہر معنی کے رنگ میں رنگ لیں اور اشکال مختلفہ میں نمودار ہو سکیں۔

ان میں سے سب سے اعلیٰ و اشرف قسم "حملۃ العرش" کی ہے۔ اس کے بعد "حافین حول العرش" کی اس کے بعد "ملائکہ کرسی" کا درجہ ہے پھر ساتوں آسمانوں کے فرشتے درجہ بدرجہ شرف فضیلت رکھتے ہیں۔ پھر ان کے بعد طبقہ "یا کرہ برد" کے فرشتے۔ پھر کرۂ نسیم کے فرشتے، پھر کرۂ بخار" (بھاپ) کے فرشتے ہیں۔ طبقہ زمہریر کے فرشتے جو بارش اتارنے۔ بادلوں کو ادھر ادھر چلانے اور رعد و برق پر مقرر ہیں۔ اس کے بعد وہ ملائکہ جو جبال (پہاڑوں) اور بحار (سمندروں) پر مقرر ہیں۔ ان کے بعد درجہ ہے "ملائکہ سفلیہ" کا، جو اجسام نباتیہ" اجسام حیوانیہ" اور اجسام انسانیہ" میں تصرف کرنے پر مامور ہیں۔

جانداروں کی دوسری قسم وہ ہے جن میں قوت وہم اور قوت خیال ان کی عقل پر غالب ہو نیز ان میں وہم اور خیال ان کی شہوت اور غضب کی قوت پر اس حد تک غالب ہو کہ ان کی عقل اور شہوت غضب فعل اختیاری سرانجام دینے کے لئے وہم اور خیال کے ہی تابع ہوں۔

جانداروں کی اس قسم کا بدن (جسم) اجزائے ناری اور ہوائی کے خلاصہ سے بنتا ہے۔ جس کو ن کریم میں "مارج من نار" یعنی آگ کے شعلہ سے موسوم کیا گیا ہے۔ اور دوسری جگہ "من نار السموم" آگ کی تپش اور گرمی سے موسوم کیا گیا ہے۔ جانداروں کی اس قسم کا یہ بدن (جو ہوا اور نار کے صہ سے متشکل ہوتا ہے) ایسا ہی ہے جیسے انسان میں روح ہوائی پائی جاتی ہے جو کہ قلب میں یا ہوتی ہے۔ انسان کی روح ہوائی اور جانداروں کی اس قسم کے بدن میں فرق یہ ہے کہ انسان کی ح ہوائی ان عناصر کے خلاصہ سے بنتی ہے جو اس کی غذا میں صرف ہوتے ہیں۔ اور ان کا جسم ص آگ اور ہوا سے بنتا ہے۔ ان کا نسمہ بھی جو انسان کی روح ہوائی کی طرح ہوتا ہے اس طرح ے لطیف مادہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اور ان کے اجسام کے ساتھ اختلاط و اتحاد پیدا کر کے وہ دودھ او لی کی طرح ہم رنگ ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے ان کی قوت وہم و خیال ان کے بدن کو نسمہ کی رح مختلف شکلوں میں تبدیل کر سکتی ہے۔ جیسا کہ انسان کے نسمہ میں خوف و فزع یا سرور ط کی حالت میں تغیر پیدا ہو جاتا ہے البتہ یہ بات ضرور ہے کہ کبھی تو یہ اپنے اسی بدن پر اکتف تے ہیں۔ اسی کے ساتھ تصرف کرتے ہیں۔ انسانوں کے باریک مساموں میں گھس جاتے ہیں۔ نگ جگہوں میں داخل ہو جاتے ہیں اور اندر باہر آتے جاتے رہتے ہیں۔ کبھی یہ قوت وہم اور خیال ے ذریعہ کثیف جسم کو اپنے لئے مناسب خیال کرتے ہیں۔ مختلف اشکال میں متشکل ہوتے ہیں اور عانی مختلفہ سے متکیف ہو کر حسن و قبح یا انس و وحشت کی صورت میں ظہور کرتے ہیں۔ سی وجہ سے اکثر ان کا جسم نظر نہیں آتا۔ جس طرح ہوا آگ اور شعاع کا جسم نظر نہیں آتا۔ علاوہ ین یہ اپنے وہم اور خیال کی وجہ سے شکل اور بھاری بوجھل قسم کے کام کر سکتے ہیں جیسا کہ تند ہوا بڑے بڑے درختوں کو اکھاڑ پھینکتی ہے۔

جانداروں کی یہ قسم کھانے پینے جماع اور دیگر خسیس باتوں کی محتاج ہوتی ہے اور یہ سب باتیں ان میں پائی جاتی ہیں۔ جانداروں کی اس قسم کو "جن" کہتے ہیں اور ہندی میں "دیوتا" کا لفظ اس قسم

پر بھی مشتمل ہے۔ ایک جماعت ان میں سے ایسی ہے کہ ان کے افعال اختیاری اکثر برائی میں اور خلق خدا کو ضرر پہنچانے میں صرف ہوتے ہیں اس قسم کو "دینت دینت" کہتے ہیں۔ اور عربی زبان میں ان میں سے اشرار کو "شیطان" اور غیر اشرار کو "جن" کہا جاتا ہے۔ فارسی میں اشرار کو "دیو" اور غیر اشرار کو "پری" کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ جانداروں کی یہ قسم باہم بہت کچھ اختلاف رکھتی ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ بعض ان میں سے ایسے ہیں جن کے پر ہوتے ہیں اور وہ ہوا کی طرح گردش کرتے ہیں۔ بعض سانپ اور کتوں کی شکل میں گشت کرتے ہیں۔ بعض انسانی شکل اختیار کر کے خانہ داری میں لگ جاتے ہیں اور انسانوں کی طرح کوچ کرتے اور مقام اور رہائش اختیار کر لیتے ہیں۔ اور ان کی رہائش گاہیں اکثر ویران اور اجاڑ مقامات اور صحرا و پہاڑ ہوتے ہیں۔

بہرحال یہ تمام صورتیں وہ ہیں جن کے ساتھ ان میں سے ہر ایک گروہ کچھ نہ کچھ خصوصیت یا مناسبت اور رغبت رکھتا ہے۔ ورنہ ان کے اصلی اجسام تو وہی ہیں جو اجزائے ناریہ اور ہوائیہ سے مل کر بنتے ہیں۔ جانداروں کی یہ قسم گویا ملائکہ اور حیوانات کے درمیان برزخ کا حکم رکھتی ہے۔ جیسا کہ وہم اور خیال کی قوتیں عقل اور طبیعت کے درمیان برزخ کی طرح ہیں۔ اسی لئے اس قسم میں دونوں کے احکام ثابت ہیں یعنی مختلف شکلوں میں متشکل ہونا اور تدبیرات کلیہ میں مصروف ہونا۔ اور امور دقیقہ کے حسن و قبح کا شعور و فہم رکھنا کہ یہ چیز تو انہوں نے ملائکہ سے لی ہے اور ان کا مکلف ہونا بھی اسی وجہ سے ہے۔ اور کھانا پینا، جماع، اور دیگر خواص تو انہوں نے حیوانات سے اخذ کئے ہیں اور ان میں یہ حیوانات کی طرح ہی شہوت اور غضب کی پیروی کرتے ہیں۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ حیوانات کی عقل اور خیال کی قوتیں شہوت اور غضب کے سامنے مغلوب ہوتی ہیں اور ان جنات کی عقل اور شہوت و غضب کی قوتیں وہم و خیال کے سامنے مغلوب ہوتی ہیں۔

تیسری قسم وہ جاندار ہیں، جن کی شہوت اور غضب ان کی عقل اور وہم و خیال پر اس طرح غالب اور مسلط ہو کہ ان کی عقل بالکل کالعدم ہو، اور وہم و خیال کی قوتیں شہوت و غضب کے زیر فرمان ہوں اس قسم کو "حیوان" کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ ان کی بھی پھر مختلف قسمیں ہیں ان میں سے بعض وہ ہیں جن کی شہوت کی قوت غضب پر غالب ہوتی ہے اس قسم کو "بہیمہ" (جانور) کہتے ہیں۔ اور اگر غضب کی قوت شہوت پر غالب ہو تو اسے "سبع" (درندہ) کہتے ہیں اور پھر یہ بہائم و سباع جس طرح

عام چرندوں میں پائے جاتے ہیں، اسی طرح پرندوں اور حشرات (زمین کے کیڑے مکوڑوں) میں بھی پائے جاتے ہیں۔ اور یہ چیز پورے غور و خوض کے بعد ظاہر ہوتی ہے۔ اسی بنا پر مکھی حشرات میں سے "بہیمہ" ہے اور مکڑی (عنکبوت) "سبع" ہے۔ علیٰ ہذا القیاس دیگر جانداروں میں بھی یہ مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔

یہ تینوں اقسام (ملائکہ۔ جن۔ حیوان) جن کا ذکر ہوا ہے، بسائط ذی ارواح ہیں۔ تخلیق کے ابتدائی دور میں جب کہ پہلے پہل ارواح کا تعلق ابدان کے ساتھ ہوا، تو یہ اقسام ظاہر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلی قسم (ملائکہ) کو آسمانوں کے قیام اور ان امور کی تدبیر کے لئے مختص کر دیا، جو عالم کی تنظیم و انتظام سے متعلق ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ان کے لئے وہ کام پسند فرمائے جن میں اسے خطاء و نافرمانی سے عصمت و حفاظت منظور تھی۔

دوسری قسم (جن) کو جزدی افعال اختیار کے صدور کے لئے مقرر کیا۔ اور انہیں زمین، نباتات معادن اور حیوانات میں تصرف کرنے میں لگا دیا۔ اور ان کے لئے ایسے ہی افعال مناسب تھے۔ کیونکہ اس نوع کی ارواح میں نہ تو اس قدر غلاظت اور کثافت ہے جیسے کہ بہائم اور سباع کی ارواح میں اور نہ اس قدر صفائی اور لطافت ہے جیسے ملائکہ میں۔

اس نوع کے اجسام لامحالہ اجرام عنصریہ لطیفہ ہیں جو ہوا اور نار کے خلاصہ سے بنے ہوئے ہیں۔ لہٰذا ان کو ایسے ہی افعال جزئیہ اختیاریہ میں لگا دیا تاکہ یہ علوم و ادراکات کے حصول، سرعت نفوذ (ہر چیز میں جلدی گھس جانے) اور اسی طرح کی تیز و سریع حرکات میں ایک درمیانے درجہ میں ہوں۔ اور چونکہ ان کے ابدان و ارواح بالطبع ملائکہ کے ابدان و ارواح کے قریب ہیں۔ لہٰذا اس نوع کے لئے یہ ممکن ہے کہ عالم ملکوت سے بعض امور غیبیہ کی تلقی کریں اور مجالس و محافل ملکوت میں جو کہ آسمانوں پر ہیں، حاضر ہوں۔ تیسری قسم (حیوان) محض اس نوع کی خدمت اور ان کی خواہش و نفرت کے اتباع کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ گویا کہ حیوانات اس نوع کے لئے بمنزلہ ایک "کثیف آلہ" کے ہیں چوتھی قسم (انسان) بمنزلہ "معجون مرکب" کے ہے ان تینوں قسموں کی۔ اور اس کی عقل و وہم خیال شہوت اور غضب کی قوتیں اعتدال کے قریب ہیں۔ زمین کی سلطنت اس کے حوالے کی گئی ہے۔ علوم غیب بواسطہ ملائکہ اس نوع پر بالخصوص نازل کئے گئے ہیں۔ اور حیوانات، نباتات

معاون اس کے لئے مسخر کئے گئے ہیں تاکہ اس نوع کے ذریعہ خلافت کبریٰ کا قیام وجود میں آسکے۔ اور وہ چیزیں جو لطیف ذی ارواح انواع (ملائکہ، جن، حیوان) سے پوری نہ ہو سکتی تھیں، وہ اس سے ظہور پذیر ہوں۔ اسی وجہ سے اس راز کا سراغ آسانی سے لگایا جا سکتا ہے کہ جنات کی تخلیق انسان سے مقدم کیوں ہوئی۔ اور اسی سے انسان کے ساتھ ساتھ جنات کا مکلف ہونے کا راز بھی معلوم کیا جا سکتا ہے۔

چونکہ جنات ملائکہ کی سطح سفلانی سے تعلق رکھتے ہیں، اس لئے انسانی کمال و ترقی کی وہ راہ جو اس عالم سے تعلق رکھتی ہے، جنات اس میں درہم برہم کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور انسانوں کے اکثر افراد کو اسی سطح سفلانی میں گرفتار رکھتے ہیں، یہاں تک کہ انسانی ملاحک اور ان کی ہمتیں اسی سطح میں محدود ہو کر رہ جاتی ہیں اور اس سطح سے اوپر اٹھنے کی ہمت ان میں کم ہو جاتی ہے چنانچہ بعض انسان ان جنات میں سے جو اعلیٰ سطح کے افراد ہوتے ہیں ان کو اپنا معبود بنا لیتے ہیں اور بعض ان سے اپنی حاجات میں استعانت کرتے ہیں۔ اور بعض ان سے آنے والے حوادثات کی معرفت معلوم کرتے ہیں اور اس طرح انواع و اقسام کے اعمال شرک اور اعتقادات باطلہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ جاہل لوگ اس عالم (جنات) کو بلا واسطہ ذات حق سے پیدا ہونے والا سمجھتے ہیں۔ اور ان جنات کے لئے خدا کی بیٹیاں "بنات الٰہی" ہونے کا درجہ ثابت کرتے ہیں۔ اور اگر ہندوؤں کے مذہب مشرکین عرب اور دیگر کفار کے گروہوں کو بنظر تعمق دیکھا جائے، تو صریح طور پر معلوم ہوگا کہ ان لوگوں کا منبع علم اور مطمح ہمت اس سطح سفلانی سے آگے نہیں بڑھ سکا۔

انہی کی طرح بعض جاہل مسلمان بھی اسی گمراہی کے گڑھے میں گرے ہوئے ہیں اور اسی طرح وہ بھی جنات سے استعانت اور استعلام مغیبات (غیب کی خبریں معلوم) کرتے ہیں اور اس سلسلہ میں بہت سی مشرکانہ رسومات کا ارتکاب کرتے ہیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو حکمت الٰہی میں یہ بات طے شدہ تھی کہ سب سے پہلے اس سطح کو توڑا جائے اور اس حائل شدہ رکاوٹ کو اٹھا دیا جائے، جو عالم غیب کی راہ میں سنگ گراں بنی ہوئی تھی۔ تاکہ ارواح بشری کی ترقی کی راہ صاف ہو۔ اس لئے لازمی بات تھی کہ "شہاب" کے پھینکنے کا حکم ہو۔ اور چونکہ ابلیس اور اس کے اتباع بالطبع ضلال و اضلال کے منصب پر فائز تھے اس لئے ان کو ذلت و نکبت لاحق ہوئی۔ اور ان کے

وہ تمام حیلے اور تزویرات جن کے ذریعہ کبھی تو وہ کاہنوں کی زبان پر مسجع کلام کی شکل میں باتیں القا کرکے اپنی غیب دانی ثابت کرتے تھے۔ کبھی شعراء کے فکر و ذہن میں مداخلت کرتے ہوئے باریک مضامین سجھاتے تھے اور کبھی اجسام و اصنام میں ہوا کی طرح پوشیدہ ہو کر عجیب و غریب قسم کی آوازیں پیدا کرتے تھے، یہ سب کے سب معطل اور بیکار کردیئے گئے۔

ان ہی عجیب و غریب واقعات کی خبر جنات کی زبان سے دی گئی ہے۔ یہ واقعات خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی علامت تھی۔ اور جنات ان واقعات کی خوب واقفیت رکھتے تھے۔ سورۂ جن میں جہاں ان کے اقوال کی تفصیل جو دربارۂ تحسین ایمان اور تقبیح کفر و شرک ہے، دی گئی ہے اسی طرح اثبات توحید، جنات و شیاطین کے مکائد کے دفع کرنے اور بعثت محمدیؐ اور نزولِ قرآن کی حقیقت کا بھی بیان ہے۔

مولانا شاہ عبدالعزیز علم تفسیر، حدیث، فقہ، سیرت اور تاریخ میں شہرۂ آفاق تھے۔ اور ہیئت، ہندسہ، مجسطی، مناظر، اصطرلاب، جرثقیل، طبیعات، منطق، مناظرہ، اتفاق و اختلاف، ملل و نحل، قیافہ، تاویل، تطبیق مختلف اور تفریق مشتبہ میں یکتائے زمانہ تھے۔ فن ادب اور ہر قسم کے اشعار سمجھنے میں بلند مرتبہ رکھتے تھے۔ منقول میں کلام اللہ اور حدیث سے دلیل پیش کرتے تھے اور معقول میں جو ثبوت مناسب سمجھتے۔ خواہ مخواہ یونانیوں میں سے افلاطون، ارسطو اور متکلمین میں سے فخر رازی وغیرہ کے اقوال کی تائید میں مبتلا نہیں ہوتے تھے۔ اور اپنی تحقیقات کو فن معقول میں صاف صاف بیان کردیتے تھے۔

(علم و عمل ۔ وقائع عبدالقادر خانی)